۳۵-۱۵-۱/۲۰۹۲
۹۴/۵/۱۹ کراچی
۱۱۶۴ ۴,۱۰.

حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بچوں کے لیے

۷

ہجرتِ حبشہ

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔ کراچی

جملہ حقوق محفوظ

نام : حیاتِ رسول جزو نمبر ۷
مؤلف : ع۔ب شیرازی (دفتر نشر فرہنگ اسلامی۔ تہران)
مترجم : سید غضنفر حسین بخاری
کاتب : سید تہذیب حسین نقوی امروہوی
طبع : اوّل
سال : اگست ۱۹۸۶ء
ناشر : خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران کراچی
تعداد : ۵۰۰۰
مطبع :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

(یقیناً تمہاری طرف تم ہی میں سے رسول خدا تشریف لائے۔ ان پر ہر وہ چیز گراں ہے جو تمہیں تکلیف

دے اور تمہاری بھلائی کی انہیں بہت آرزو ہے۔ وہ مومنین پر بہت ہی کریم اور مہربان ہیں۔)

سیرت طیبہ پر بہت سی کتابیں مختلف اوقات میں مختلف علماء نے تحریر فرمائی ہیں جن میں حضور علیہ السّلام کی فعّال اور پُرعمل مقدّس زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے لیکن پھر بھی بہت کم مسلمان عوام آپ کی پاکیزہ زندگی کے نشیب و فراز سے آگاہی رکھتے ہیں۔

اس مقصد کے پیش نظر ہم حیاتِ پاکِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو سادہ زبان میں تصویروں کے ساتھ مزیّن کر کے سلسلہ وار شائع کر رہے ہیں تاکہ جہاں بچّوں کے لیے بالخصوص مفید اور دلچسپ ثابت ہو وہاں اُن بزرگوں کے لیے روشنی بخش ہو جو گہرے مطالعے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری اس کوشش میں اللہ تعالٰی کی توفیق ہمارے شامل حال ہوگی اور سیرتِ اقدس کی عمومی اشاعت کے لیے اُٹھایا ہوا ہمارا یہ چھوٹا سا قدم کامیاب ہوگا۔

قارئین کرام سے اپنی مفید اور قیمتی آراء سے نوازنے کی استدعا ہے۔

وما توفیقی إلّا باللہ علیہ توکلتُ وإلیہ أُنیب

مدیر

خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران

کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ —— وَاذْكُرْ
فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا
مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ
حِجَابًا ۚ فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ إِنِّيٓ أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ
مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ إِنَّمَآ أَنَا رَسُولُ
رَبِّكِ ۖ لِأَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ أَنّٰى
يَكُونُ لِي غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَّلَمْ
أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ
هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ
وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾

—— اور اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قرآن پاک میں مریم کا بھی ذکر فرماؤ کہ جب وہ اپنے اہل خاندان سے جدا ہو کر مشرق کی طرف ایک مقام میں چلی گئیں۔ ۱۶

—— پھر (جب) انھوں نے خود کو ان سب سے پوشیدہ کر لیا تو ہم نے ان پر اپنی روح (جبرئیل علیہ السّلام) کو نازل فرمایا جو ایک خوبصورت قد و قامت والے مرد کی شکل میں ان کے سامنے آموجود ہوئی۔ ۱۷

—— مریم گھبرا گئیں اور بولیں: "میں تجھ سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تو شریف اور پرہیزگار انسان ہے (تو یہاں سے چلا جا اور میرے نزدیک مت کھڑا ہو)" ۱۸

—— جبرئیل نے کہا: "میں آپ کے رب ہی کی طرف سے آیا ہوں تاکہ آپ کو ایک پاک و پاکیزہ فرزند پیش کروں۔" ۱۹

—— مریم کہنے لگیں: "مجھ سے بیٹا کیسے پیدا ہو سکتا ہے جبکہ کسی مرد نے مجھے کبھی چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔" ۲۰

—— جبرئیل نے جواب دیا: "یقیناً ایسا ہی ہے لیکن (یہ) خدائے تعالےٰ (کی مرضی ہے اور اس) نے فرمایا ہے کہ یہ کام ہمارے لیے نہایت آسان ہے۔ ہم آپ کے بیٹے کو اپنی قدرت کاملہ کی ایک نشانی اور اپنی رحمت تمام کا ایک مظہر بنائیں گے۔ یہی ہمارا فیصلہ ہے۔" ۲۱

١

قریش کے چند افراد اپنے ایک سردار ولید بن مغیرہ کے پاس اکٹھے ہوئے اور نبی علیہ السّلام اور دینِ اسلام کے بارے میں غور و فکر اور صلاح مشورہ کرنے لگے ۔ حج کا موسم قریب تھا اور انہیں بہت اندیشہ تھا کہ جلد ہی جب مختلف شہروں سے لوگ حج کی غرض سے مکہ آئیں گے تو محمدّ (ص) کی پرکشش و با اثر شخصیت کی وجہ سے ان کی تبلیغ وسعت پکڑ جائے گی اور ان کا دین عوامی مقبولیت حاصل کر لے گا

ولید کہنے لگا:

" عنقریب عرب کے تمام قبائل کے لوگ یہاں جمع ہوں گے ۔ میری اطلاع کے مطابق ان سب کو محمدؐ اور ان کے دین کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہو چکی ہیں ۔ امید ہے کہ وہ ضرور ہم سے بھی جو محمد (ص) کے ہم قبیلہ و ہم شہر ہیں ، محمدّ (ص) کی شخصیت اور ان کے پیغام کے بارے میں سوالات کریں گے ۔ اس کے لیے ہمیں تیار رہنا چاہیے اور یہ بہت ہی ضروری ہے کہ ہمارے جوابات کا مضمون ایک ہو ۔ ایسا ہرگز نہ ہو کہ ایک کچھ کہے اور دوسرا کچھ اور اس طرح سے ہمارے جوابات کے اختلاف سے محمد (ص) کو فائدہ پہنچ جائے ، ہمارا کہا سُنا دشمنی اور حسد کے عنوان سے جھوٹ اور بے بنیاد الزام تراشی قرار پائے اور سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے ۔

اس پر سب یک زبان ہو کر بولے:

"تو پھر اے ولید تم خود ہی بتاؤ کہ عرب حاجیوں کو محمد (ص) کے بارے میں کیا
کہیں جس سے ان کی شخصیت ہماری مرضی اور خواہش کے مطابق مجروح ہو اور
ان کی "نبوت" کا طلسم ٹوٹے"۔

ولید نے کہا۔ "اس بارے میں سب غور کرلیں۔ جو سب کا فیصلہ ہوگا، میں بھی اس کی پیروی کروں گا۔"

حاضرین میں ایک بولا:

"کہیں گے کہ محمد (ص) کاہن ہے۔"

ولید۔ "نہ وہ کاہن ہے اور نہ ہی کاہنوں سے کسی قسم کی شباہت رکھتا ہے۔"

دوسرا: "کہیں گے کہ وہ پاگل ہے۔"

ولید: "وہ پاگل بھی ہرگز نہیں ہے۔ ہم سب نے دیوانے دیکھے بھالے ہیں اور انھیں خوب پہچانتے ہیں۔"

تیسرا: "اچھا تو کہیں گے وہ شاعر ہے۔"

ولید: "وہ شاعر بھی یقیناً نہیں ہے۔ ہم عرب لوگ شعر کو خوب سمجھتے ہیں اور اورہمیں پتہ ہے کہ اس کی باتیں شاعری ہرگز نہیں۔ یہ دعویٰ بھی خودفریبی کے سوا کچھ نہیں۔"

چوتھا: "کہیں گے وہ جادوگر ہے۔"

ولید: "کون اسے جادوگر مانے گا۔ کیا جادوگر ایسے ہوتے ہیں اور کیا جادو بھی اس کی باتوں ہی جیسا ہوتا ہے۔ کیا ہم نے کبھی جادوگروں کو یا ان کے جادو کو نہیں دیکھا ہے؟"

سب یکبارگی ۔ "تو پھر کیا کہیں؟"

ولید: "خدا کی قسم ہے کہ محمدؐ کی باتیں اتنی پر تاثیر اور دل کی گہرائیوں میں اتر جانے والی ہیں کہ کوئی بھی انسان اس کے خلاف ہمارے دعووں اور الزامات کو درست نہیں مانے گا بلکہ حسد اور کینہ پر مبنی ایک سفید جھوٹ سمجھے گا۔

۲

قریش مسلمانوں پر بدستور ظلم ڈھا رہے تھے اور ان کی بدسلوکی کی شدت میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ آخر کار نوبت یہاں پہنچی کہ مسلمانوں میں سے بعض مثلاً جعفر بن ابی طالبؑ، عثمان بن عفان، ان کی بیوی رقیہ ربیبۂ[۱] رسولؐ، زبیر بن العوام وغیرہ مکّے سے ہجرت کے بارے میں سوچنے لگے اور جب انھوں نے اپنے اس ارادے کی خبر نبی علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کی تو آپؐ نے ان کے اس ارادے کی تایید کرتے ہوئے فرمایا:

"حبشہ چلے جاؤ وہاں کا مسیحی بادشاہ عادل رعایا پرور اور رحم دل ہے اور وہ ملک بھی سچائی اور صداقت و اخلاص کی سرزمین ہے۔ وہاں تمھیں ہر طرح سے راحت ملے گی، اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم تمھارے شامل حال رہے گا اور اس عذاب سے نجات پالو گے۔"

---

[۱] ربیبہ: بیوی کی بیٹی جو اس کے پہلے شوہر سے ہو لیکن پرورش اس کی اپنے ہاں ہوئی ہو۔

پیارے بچو: عام طور پر یہ مشہور ہے کہ جناب خدیجہ علیہا السلام سے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی چار بیٹیاں۔ زینب۔ رقیّہ۔ اُمِ کلثوم اور فاطمہ الزہراءؑ تھیں۔ لیکن علمائے اسلام کی ایک بڑی جماعت کا عقیدہ ہے کہ جناب

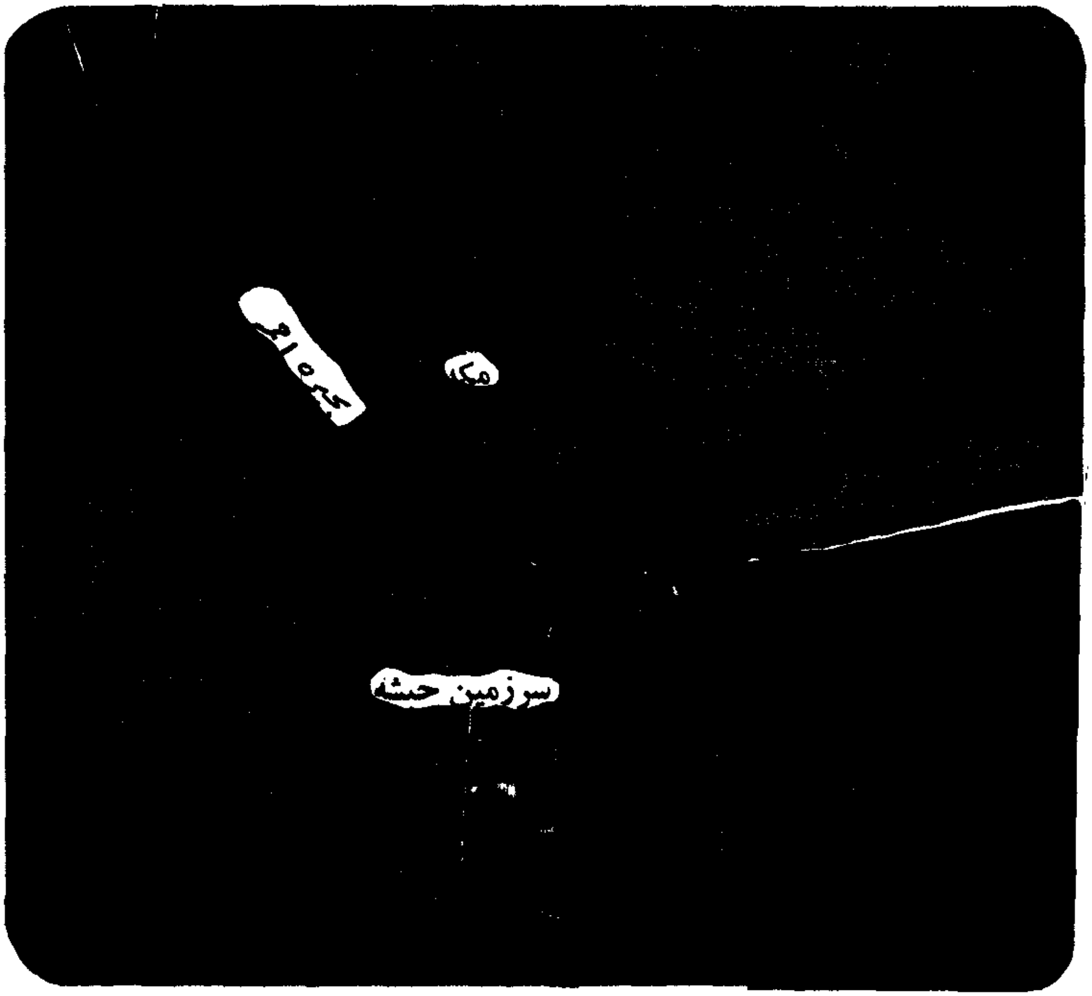

یہ مسلمان جن کی تعداد تاریخ نے ۸۲ یا ۸۳ لکھی ہے، رات کی خاموشی اور تاریکی میں بڑی رازداری سے مکّے سے نکل کر بحیرہ احمر کی طرف چل دیئے اور ساحل پر پہنچ کر ایک تجارتی کشتی کے ذریعے حبشہ چلے گئے۔

قریش کو جب مسلمانوں کی ہجرت کا پتہ چلا تو وہ غصّے سے پاگل ہو گئے۔ انھوں نے کچھ آدمی ان کے تعاقب میں روانہ کیے لیکن اب دیر ہو چکی تھی کشتی مسلمانوں کو لے کر ایک ایسی سرزمین میں پہنچ چکی تھی جو ان کے ہادیٔ برحقؐ کے فرمان کے مطابق واقعی امن و سلامتی اور صداقت و اخلاص کا گہوارہ تھی اور جس کا فرمانروا کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا تھا۔

فاطمۃ الزہّرا کے علاوہ سب لڑکیاں جنابِ خدیجہؓ کے پہلے شوہر سے تھیں۔ یا بقول بعض وہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں جنھوں نے نبیؐ علیہ السّلام کے گھر میں پرورش پائی اور اس وجہ سے دخترانِ رسول کہلائیں ظاہر ہے کہ بیوی کی بیٹی کو بیٹی ہی کہا جائے گا۔ اس کے علاوہ کسی اور نام یا لقب سے اسے پکارنا ممکن ہی نہیں جیسے زید بن حارثہؓ آپ کے آزاد کردہ غلام تھے لیکن آپ کے پاس پرورش پانے کی وجہ سے زید بن محمدؐ کہلاتے تھے۔ اسی وجہ خود رسولِ اکرمؐ بھی انہیں بیٹا ہی کہہ کر پکارتے تھے لیکن اس سے وہ حضور کے صلبی بیٹے نہیں بن گئے۔ حتیٰ کہ قرآن پاک نے بھی انھیں حضور کا بیٹا تسلیم نہیں کیا۔ علاوہ ازیں اگر چاروں صاحبزادیاں آپ کی صلب اطہر سے مانی جائیں تو آپ کے عدل و احسان پر حرف آتا ہے کہ ایک کے ساتھ تو محبت و احترام کا یہ عالم کہ وہ خدمت میں حاضر ہوں تو آپ اُٹھ کھڑے ہوں اور اپنی زبان مبارک سے انھیں فاطمۃ بعضۃ منّی (فاطمہ میرے وجود پاک کا ایک حصّہ ہے) فرمائیں اور

انھیں ستانے والے کو اپنا اور خدا کا دشمن قرار دیں، انھیں سیدۂ جنت کے لقب سے نوازیں، ان کے مقدس گھر کو مہبطِ وحی (وحی کے نازل ہونے کی جگہ) کہیں۔ علاوہ ازیں ان کے فضائل و مناقب سے کتب حدیث و تاریخ چھلک رہی ہوں۔ لیکن دوسری صاحبزادیوں کی فضیلت میں نہ زبان رسالت ہی سے کبھی کوئی فقرہ ادا ہوا ہو اور نہ ہی حدیث کی کسی کتاب میں ان کی کوئی اہمیت مذکور ہو۔ یہ بے انصافی ہے اور دوسری اولاد کی حق تلفی، نظر اندازی۔ اور دل آزاری کا موجب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو بھی یقیناً پسند نہیں۔ لہٰذا رحمۃ للعالمین، عدلِ مجسّم، صاحب خلق عظیم نبیؐ کے بارے میں جن کی نظر میں حبشی غلام اور قریشی سردار برابر ہوں یہ عقیدہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی اولاد ہی میں سے بعض کے ساتھ واضح امتیازی سلوک روا رکھتے تھے اور بعض کو بالکل نظر انداز فرماتے تھے۔

۳

قریش کو جب خبر ملی کہ سب مسلمان مہاجرین حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی پناہ میں امن وعافیت سے رہ رہے ہیں تو انھیں بہت تکلیف ہوئی۔ انھوں نے بڑے سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ شاہ حبشہ کی خدمت میں کوئی ہدیہ بھیج کر اس سے اپنی قوم کے بھگوڑوں کو طلب کریں جو اپنے باپ دادا کے دین سے باغی ہو کر اس کے ملک میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ انھوں نے ایک بہت قیمتی تحفہ تیار کیا اور عمر بن العاص اور عمارہ بن ولید کے ہاتھ نجاشی کی خدمت میں روانہ کیا۔

عمرو اور عمارہ نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہو کر انھوں نے ہدیہ اس کی خدمت میں پیش کیا۔ بادشاہ نے ہدیہ قبول کیا اور انہیں اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا تاکہ ان کی معروضات سُنے۔

عمرو بن العاص نے کہا:

" جہاں پناہ۔ ہماری قوم کے چند افراد ہمارے آبائی دین سے باغی ہو کر آپ کے ملک میں بھاگ آئے ہیں۔"

نجاشی: "ہمارے ملک میں؟"

عمرو: " جی ہاں جہاں پناہ۔"

نجاشی: "اب تم ان سے کیا چاہتے ہو؟"

عمرو: "براہ کرم انہیں ہمارے حوالے کرنے کے احکام جاری فرمائے جائیں۔"

نجاشی: "ایسا نہیں ہوسکتا۔ تاوقتیکہ ہم ان کی باتیں نہ سُن لیں، ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے۔"

پھر اس نے مسلمانوں کو بلا بھیجا اور جب وہ دربار میں پہنچے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔

"یہ لوگ تمہارے بارے میں کیا کہتے ہیں؟"

مسلمانوں نے جواب دیا:

"اے بادشاہ! ہم سب ایک بت پرست قوم کے افراد تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ہماری ہدایت کے لیے ہمارے درمیان نبیؐ مبعوث فرمایا۔ ان بدبختوں نے اسؐ کی تصدیق نہ کی بلکہ اُسےؐ ہر قسم کی اذیتیں دیں۔ لیکن ہم اسؐ کے آفاقی پیغام کی عظمت و صداقت سے متاثر ہو کر اسؐ پر ایمان لے آئے یہی ہمارا قصور ہے جس کی بنا پر انھوں نے مکہ میں بھی ہمیں انتہائی وحشیانہ سلوک کا نشانہ بنایا اور آج بھی جب ہم ان سے جان چھڑا کر اپنے وطن سے دور آچکے ہیں، یہ لوگ ہماری جانوں کے درپے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہاں سے نکال کر ہمیں قتل کر دیں۔"

نجاشی نے عمرو کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا:

"کیا یہ لوگ تمہارے غلام ہیں؟"

عمرو : نہیں جناب۔

نجاشی : "تمہارے مقروض ہیں"؟

عمرو "نہیں جہاں پناہ۔"

تب نجاشی نے حکم دیا کہ مسلمان باعزّت اپنے گھروں کو رخصت ہوں اور امن وسلامتی سے سرزمین حبشہ میں رہیں۔

بادشاہ کے اس غیر متوقّع فیصلے سے عمرو اور عمارہ اس کے دربار سے مایوس اور پریشان حال واپس لوٹے۔

۴

عمرو مسلمانوں کو مکہ واپس لانے کی کوششوں میں ناکام ہو کر سخت پریشان ہوا اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے کوئی نئی تدبیر سوچنے لگا۔ بہت غور و فکر کے بعد آخر کار ایک ترکیب اس کے حیلہ باز ذہن میں آگئی ۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور شاہی دربار کی طرف روانہ ہوا۔ دربار میں پہنچ کر وہ نجاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ شر انگیز باتیں اس کے کان میں پھونکیں۔ دفعتاً بادشاہ کے تیور بدل گئے اور اس نے فوراً مسلمانوں کو دربار میں بلا بھیجا۔

جب مسلمان دربار کے صدر دروازے پر پہنچے تو جعفر بن ابی طالب نے انہیں روک لیا اور ہدایت کے انداز سے تاکیداً ان سے کہا:

" آج آپ حضرات میں سے کوئی بھی بادشاہ سے ہم کلام نہ ہو۔ اس سے بات کرنے کی ذمہ داری آپ مجھ پر چھوڑیئے۔ آج میں خود سب کی طرف سے بات کروں گا۔"

پھر سب دربار میں داخل ہوئے۔ نجاشی حسب معمول تخت شاہی پر موجود تھا اور عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید اس کے پہلو میں باادب کھڑے تھے۔ مسیحی پادری بھی صف بستہ مودبانہ اس کے حضور میں موجود تھے۔

مسلمانوں نے اندر آکر نجاشی کو سلام عرض کیا لیکن کوئی بھی ان میں سے اس کے سامنے

جھکا نہیں۔

عمرو اور عمارہ نے جو موقع کی تاک میں تھے فوراً نجاشی سے کہا:

"ملاحظہ فرمایا جہاں پناہ؟ ادب و تہذیب سے بے نصیب ان گنواروں نے آپ کو سجدہ بھی نہیں کیا۔ کیسے گستاخانہ حضور شاہی میں در آئے ہیں؟!

پادریوں اور دوسرے درباریوں نے بھی مسلمانوں کے اس طرزِ عمل پر احتجاج کیا اور چیخ چیخ کر ان سے سجدہ کا مطالبہ کرنے لگے۔

جعفر نے کہا:

"ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکتے۔"

نجاشی نے جعفر کو قریب بلا کر پوچھا:

"تمھیں کس چیز نے مجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا؟"

جعفر نے پورے اعتماد اور وقار سے جواب دیا:

"ہم صرف ذاتِ خالق یکتا خدائے تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں۔"

نجاشی نے پوچھا:

"یہ کیا دین ہے جس کے تم پیرو ہو؟"

جعفر نے جواب دیا:

"اے بادشاہ ہم گنوار لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان اپنا برگزیدہ نبی مبعوث فرمایا۔ وہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ صرف اسی کی عبادت کریں، اموال زکات سے اپنے غریب عزیزوں کی مدد کریں۔ انصاف اور احسان کریں، برائیوں، ظلم و ستم، خون ناحق، چوری، زنا، سود اور مردار خوری سے باز رہیں۔ یہی وہ "احمدؐ" ہیں جن کی تشریف آوری کی بشارت جنابِ عیسیٰؑ بن مریم نے دی تھی۔"

عمرو بن العاص نے جعفر کے الفاظ اچکتے ہوئے کہا:

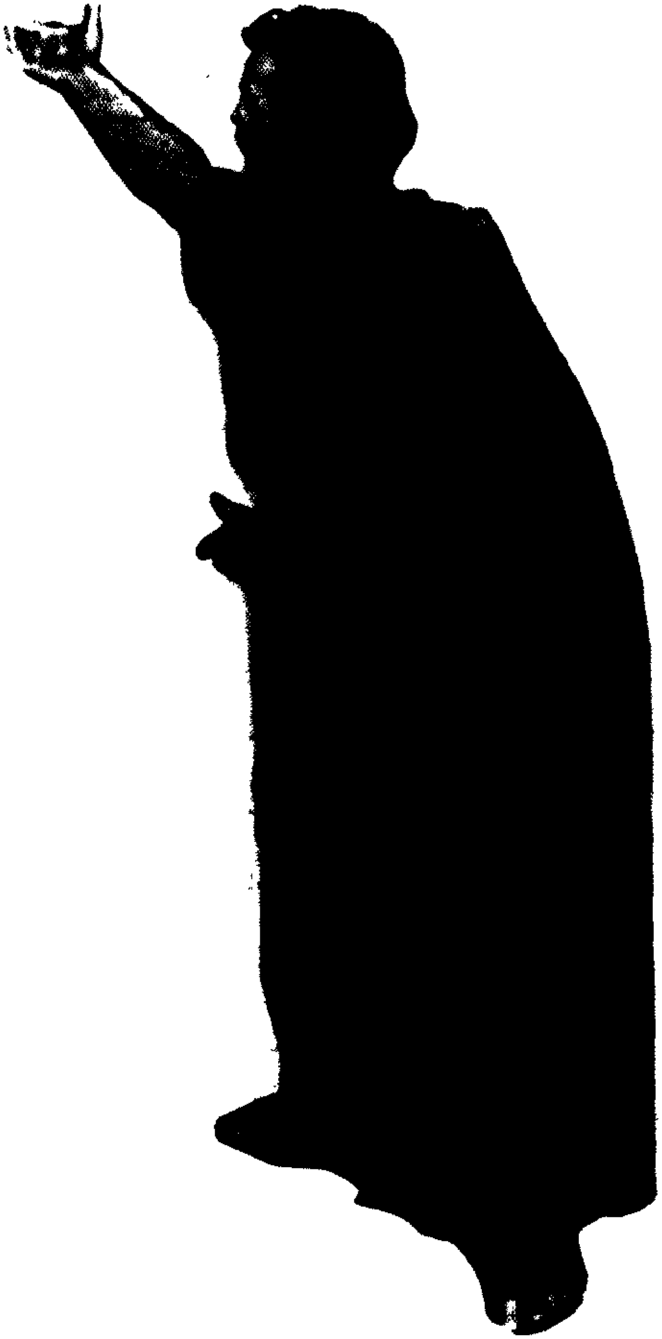

"جہاں پناہ - یہ شخص جھوٹا ہے۔ بلکہ یہ لوگ تو مسیح عیسیٰ بن مریم کے بارے میں آپ کے عقیدے کے سخت مخالف ہیں۔"

نجاشی نے جعفر سے پوچھا:

"تمہارا نبیؐ ابنِ مریم کے بارے میں کیا کہتا ہے؟"

جعفر نے جواب دیا:

"حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ بہت عظیم ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور اللہ تعالےٰ نے انہیں ایک کنواری اور ایسی پاک و مقدس والدہ کی کوکھ سے پیدا فرمایا ہے جن کے طاہر و پاکیزہ بدن مبارک کو کبھی کسی انسان یا جن نے نہیں چھوا۔"

نجاشی نے اپنے عصائے شاہی سے جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ زمین پر ایک چھوٹا سا خط کھینچا اور پھر عصا کو زمین پر سے واپس اُٹھا کر پادریوں سے متوجہ ہوا اور کہنے لگا:

اے مسیحی راہبو اور مقدّس پادریو! ابنِ مریم کے بارے میں ہمارے اور ان لوگوں کے عقیدے میں صرف اس خط جتنا فرق ہے۔"

پھر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر بولا:

"میں تمہیں بھی خوش آمدید کہتا ہوں اور تمہارے پاس تشریف لانے والے ہادیٔ برحق کا بھی جسکی طرف سے تم آئے ہو، تہہ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں اور انہیں عقیدت و احترام سے سلام کہتا ہوں۔ اگر اس ہادیٔ محترم کے لائے ہوئے عظیم پیغام کا کوئی حصّہ تمہیں یاد ہو تو سناؤ۔"

جعفر بن ابی طالب جو گویا انہیں الفاظ کے بے تابی سے منتظر تھے۔ بلاتاخیر بول اٹھے:

"جی ہاں۔ بہت یاد ہے۔"

نجاشی بولا:

"تو پھر ہمیں بھی کچھ سناؤ۔"

جعفر بن ابی طالب نے قرآن مجید کی سورہ مریم کی ان آیات کی اپنے مخصوص ہاشمی لہجے اور عبدالمطلبی انداز میں تلاوت شروع کر دی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ——— وَاذْكُرْ
فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا
مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ
حِجَابًا ۖ فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ إِنِّيْٓ أَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ
مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ إِنَّمَآ أَنَا رَسُوْلُ
رَبِّكِ ۖ لِأَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ أَنّٰى

يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ
أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ
هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا
وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ﴿٢١﴾

—— اور اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قرآن پاک میں مریم کا بھی ذکر فرماؤ کہ جب وہ اپنے
اہل خاندان سے جدا ہوکر مشرق کی طرف ایک مقام میں چلی گئیں۔ ۱۶
—— پھر (جب) انھوں نے خود کو ان سب سے پوشیدہ کرلیا تو ہم نے ان پر اپنی روح
(جبرئیل علیہ السّلام) کو نازل فرمایا جو ایک خوبصورت قد و قامت والے مرد کی شکل میں
ان کے سامنے آموجود ہوئی۔ ۱۷
—— مریم گھبرا گئیں اور بولیں: "میں تجھ سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تو شریف اور
پرہیزکار انسان ہے (تو یہاں سے چلا جا اور میرے نزدیک مت کھڑا ہو)" ۱۸
—— جبرئیل نے کہا: "میں آپ کے رب ہی کی طرف سے آیا ہوں تاکہ آپ کو ایک پاک
و پاکیزہ فرزند پیش کروں۔" ۱۹
—— مریم کہنے لگیں: "مجھ سے بیٹا کیسے پیدا ہوسکتا ہے جبکہ کسی مرد نے مجھے کبھی چھوا تک
نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔" ۲۰

—— جبرئیل نے جواب دیا: "یقیناً ایسا ہی ہے لیکن (یہ) خدائے تعالیٰ (کی مرضی ہے اور اس) نے فرمایا ہے کہ یہ کام ہمارے لیے نہایت آسان ہے۔ ہم آپ کے بیٹے کو اپنی قدرت کاملہ کی ایک نشانی اور اپنی رحمت تمام کا ایک مظہر بنائیں گے۔ یہی ہمارا فیصلہ ہے۔" ۲۱

جعفر جوں جوں تلاوت کرتے جاتے تھے۔ نجاشی کا چہرہ فرط مسرّت وعقیدت سے جگمگاتا اور تمتماتا جارہا تھا۔ تلاوت کے اختتام پر نجاشی پکار اٹھا۔

" میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کلام بھی یقیناً اسی منبع نور سے نازل ہوا ہے جس سے موسٰی پر نازل ہوا تھا۔

" خوش رہو اے ہدایت یافتہ انسانو! اور آزادانہ امن وآشتی سے ہمارے ملک میں رہو اور اسے اپنا ہی وطن سمجھو۔"

مسلمان خوشی اور مسرّت سے سرشار نہایت عزّت واکرام سے دربار شاہی سے واپس ہوئے اور عمرو بن العاص بہت ناراض، بجھا ہوا اور افسردہ خاطر دربار شاہی سے بے آبرو ہو کر رخصت ہوا اور جب شاہ نجاشی کے حکم سے قریش کے بھیجے ہوئے سب تحفے اسے واپس دے دیے گئے تو اس کے غم واندوہ کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور وہ ناکام ونامراد مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا۔

حیات رسول مکمل سیث :

۱ـ میلاد پیامبر
۲ـ دوران کودکی
۳ـ دوران جوانی
۴ـ آغاز وحی
۵ـ نخستین کسانی که
مسلمان شدند
۶ـ دوران شکنجه و رنج
۷ـ هجرت به حبشه
۸ـ محاصرهٔ اقتصادی
۹ـ هجرت به مدینه
۱۰ـ جنگ بدر
۱۱ـ جنگ احد
۱۲ـ جنگ خندق
۱۳ـ صلح حدیبیه
۱۴ـ صدور انقلاب
۱۵ـ فتح مکه
۱۶ـ جنگ حنین
۱۷ـ جنگ تبوک
۱۸ـ حجة الوداع
۱۹ـ پیامبر نیکوکار
۲۰ـ وفات پیامبر